کبر وغرور اور خود پسندی و خود نمائی کو چھوڑ کر فروتنی اور بے نفسی کی عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے کی کوشش کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ / اپریل ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک ۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ ہمیں تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بھی بچتے رہنا چاہیئے۔

☆ متکبر انسان قرآنی فیوض اور برکات کا وارث نہیں بن سکتا۔

☆ جب بندہ لاشئی محض ہونے کا اقرار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے ساتویں آسمان تک اُٹھا لے جاتا ہے۔

☆ اپنے نفسوں پر موت وارد کرنے سے سچی معرفت پیدا ہوتی ہے۔

☆ اپنی خواہشات اور خیالات کو مٹا کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدمت کرتے چلے جائیں۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک ہم کبر وغرور، خود پسندی، خود نمائی، تحقیر واستہزاء، نخوت وخودسری کو کلیتاً چھوڑ کر نیستی کا چولہ پہنیں، فروتنی اور بے نفسی کی عاجزانہ راہوں سے اپنے ربّ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں اس وقت تک قرب ووصال الٰہی کی وہ نعمتیں ہم حاصل نہیں کر سکتے جو ایک سچے مسلمان اور حقیقی احمدی کے لئے مقدر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تکبر سے بچنے پر بہت زور دیا ہے اور بار بار تاکید فرمائی ہے کہ ہمیں تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بھی بچتے رہنا چاہئے تا ہم جادۂ عبودیت سے بھٹک نہ جائیں اور اس توحید حقیقی سے دور نہ جا پڑیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور کبریائی کی سچی معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور جس کے نتیجہ میں انسان کے نفس پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور پھر اپنے حي وقیوم خدا کے فیضان اور احسان سے ایک نئی زندگی پاتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ہر قسم کے تکبر سے بچنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت ربِّ غیور کو
بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقوے اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک، مرضی مولا اسی میں ہے
(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۸۱)

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

’’میں اپنی **جماعت** کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ **تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال** کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شائد نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے **زیادہ عالم** یا زیادہ عقل مند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ **متکبر ہے** کیونکہ وہ خدا کو سر چشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے۔ اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ **بھی متکبر ہے** کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر وہ ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے **حقارت آمیز نام** رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے۔ کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی **متکبر ہے** کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سر چشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو ایک شخص جو اپنے ایک

بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو، تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر، تا تم پر رحم ہو“۔ (نزول المسیح ۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

تکبر کا اظہار بھی کئی طریق سے ہوتا ہے کبھی تکبر آنکھ کی کھڑکی سے سر نکالتا ہے کبھی سر کی جنبش میں اس کا پھریرا لہراتا ہے۔ کبھی ہاتھ، پاؤں اور زبان اس کے آلہ کار بنتے ہیں۔ ان سب سے بچنا ہمارے لئے ضروری ہے تا کہ تکبر کا جن ہمارے نفسوں سے ایسا نکلے کہ پھر دوبارہ داخل ہونے کی سب راہیں اس کے لئے مسدود ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:۔

”تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بوآوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔ صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب یہ نکلتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب

سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔ بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لئے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہئے‘‘۔

(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۶۱۳۔ الحکم ۳۱؍مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی متکبر انسان قرآنی فیوض اور برکات کا وارث نہیں بن سکتا صرف اور صرف فروتنی کی چابی سے قرآنی علوم کا دروازہ کھولا جاسکتا ہے صرف اور صرف عجز کی رداء اور چادر پر انوار قرآنی کا رنگ چڑھ سکتا ہے اور صرف اور صرف منکسرانہ مزاج ہی قرآن کریم کے مزاج سے مطابقت کھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھالے اور اس کے جلال و جبروت سے لرزاں ہو کر نیاز مندی کے ساتھ رجوع نہ کرے۔ قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا۔ جس کو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۳۔ الحکم ۶؍جنوری ۱۹۰۰ء)

چونکہ آسمان روحانی کی سب رفعتیں قرآن کریم کے فیوض سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں اور تکبر کے نتیجہ میں قرآن کریم کے فیوض سے انسان محروم ہو جاتا ہے اس لئے متکبر پر آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔

(سورۃ اعراف: ۴۱)

کہ وہ لوگ جو ہمارے نشانات کا انکار کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے احکام سے منہ موڑتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری تعلیم کی طرف پیٹھ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے اوامر و نواہی کی پابندی سے گریز کرتے ہیں اور شریعت کا جوا بشاشت کے ساتھ اپنی گردنوں پر رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا ان کے دلوں میں تکبر پایا جاتا ہے۔ انہیں یہ یاد رکھنا چاہئے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ

السَّمَاءِ (آیت نمبر:۴۱) کہ آسمان روحانی کے دروازے ان پر ہرگز نہیں کھولے جائیں گے بلکہ ہمیشہ کے لئے بند کردیئے جائیں گے اور وہ زمین کے کیڑے بن کر رہ جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی لعنت کا مورد بنیں گے اور شیطان میں ہوکر شیطان بن جائیں گے اور آسمان کی بلندیوں کی بجائے جو انسان کے لئے ہی پیدا کی گئی تھیں۔ اندھیروں کی اتھاہ گہرائیاں ان کے حصہ میں آئیں گی۔

تکبر کے مقابل پر عربی زبان میں تَوَاضُعْ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ تکبر کی وجہ سے ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے اور ہمارے احکام سے اعراض کرتے ہیں اور ہماری تعلیم کی طرف متوجہ نہیں ہوتے روحانی رفعتوں کے دروازے ان پر نہیں کھولے جاتے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا تھا کہ پھر وہ کن پر کھولے جائیں گے؟ اس کے جواب کیلئے ہمیں نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد ملتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:۔

اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵ مصری)

کہ جب اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اپنے مقام عبودیت کو پہچانتے ہوئے اور اپنی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اور اپنے لا شیئ محض ہونے کا اقرار کرتے ہوئے۔ تکبر کا نہیں بلکہ اس کی ضد (تواضع) کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور انکسار اور عجز کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے اور اس کی زبان اور اس کا دل بلکہ اس کے جسم کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہوتا ہے۔

ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

کہ میں تو خاک ہوں بلکہ خاک پا میں بھی شاید کچھ خوبیاں ہوں۔ لیکن مجھے اپنا نفس اور اپنا وجود اس خاک سے بھی کمتر نظر آ رہا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل فرماتا ہے اور فضل فرماتے ہوئے اس کو ساتویں آسمان تک اُٹھا کر لے جاتا ہے اور عزت کے نہایت بلند مقام پر اسے فائز کر دیتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات مختلف انبیاء کو ان کے درجات کے مطابق مختلف آسمانوں میں دیکھا۔ کسی کو پہلے کسی کو دوسرے اور کسی کو تیسرے آسمان پر مذہبی دلائل کی رو سے روحانی آسمان بھی سات ہیں اور سب سے بلند تر ساتواں آسمان ہے پس السَّمَاءِ السَّابِعَةِ کے معنی یہ ہوئے کہ جس قدر بلندی اور رفعت تک پہنچنا کسی انسان کے لئے مقدر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنی ہی روحانی رفعتیں تواضع اور فروتنی کے طفیل اسے عطا کر دیتا ہے۔

پس جو شخص تواضع سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو نہایت ہی حقیر اور عاجز سمجھے گا اور سب قدرتوں اور سب فیوض کا سرچشمہ اور منبع صرف اپنے خدا کو یقین کرے گا اور ایمان رکھے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد اس کو سہارا نہ دے تو وہ خاک پا کیا اس سے بھی کم تر ہے۔ تو یقیناً وہ خدا کے فضلوں کا وارث ہوگا اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا وارث بننا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں دیئے گئے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مقام عبودیت کو ہمیشہ پہچانتے رہیں اور عجز وفروتنی کے ساتھ اپنے کو لاشئے محض جانتے ہوئے اپنے خیالات اور خواہشات کو مٹا کر، محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدمت کرتے چلے جائیں اور اپنے کو اتنا حقیر جانیں کہ کسی اور چیز کو ہم اتنا حقیر نہ سمجھتے ہوں۔

اگر ہم اپنے اس مقام کو پہچاننے لگیں تو پھر ہمارا خدا جو بڑا ''دیالو'' ہے ہمیں اپنے فضل سے بہت کچھ دے گا۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔

(روزنامہ الفضل ۱۸/مئی ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆